پروفیسر محمد سلیمان اظہر ایم اے۔

"وہ جو ہم میں تم میں قرار تھا"

احناف اور اہلِ حدیث کے درمیان ایک تاریخی معاہدہ

قارئین محترم، کسی گزشتہ شمارے میں ہم آپ کے سامنے پریوی کونسل لندن کا ایک تاریخی فیصلہ پیش کر چکے ہیں۔ آپ کو اندازہ ہو چکا ہو گا کہ آج کے بریلوی احباب کا واویلا بعد از مرگ کی حیثیت رکھتا ہے۔ تقلید و عدمِ تقلید، رفع الیدین، آمین بالجہر یا قرأت فاتحہ خلف الامام ایسے امور نہیں ہیں کہ ان کا قائل و عامل اہلِ سنت سے خارج کر دیا جائے یا ایسے شخص کی اقتدا میں نماز ناجائز یا مکروہ ہو۔ جن لوگوں کا آج اس قسم کا موقف ہے وہ میدانِ بحث و نظر میں پورا نہیں اترتا۔ اگر واقعۃً ایسا ہوتا تو عدالت سے یہ لوگ راہِ فرار اختیار نہ کرتے۔ وہ فیصلہ اپنے دور کی سب سے بڑی دنیاوی عدالت کا فیصلہ تھا جس نے فریقین کے دلائل کی چھان پھٹک کر کے غیر جانبدارانہ فیصلہ دیا تھا۔ جو آج کے واویلا کنندگان کے لیے سرمۂ چشم بصیرت کی حیثیت رکھتا ہے۔

لیکن اسی خیال سے کہ شاید یہ لوگ اپنے معتقدین کو اس بنا پر ورغلائیں کہ وہ فیصلہ تو ایک دنیاوی عدالت کا تھا جو مذہبی معاملات میں حرفِ آخر نہیں ہے۔ اگرچہ یہ خیال باطل ہے کیونکہ عدالت میں ہائی کورٹ کی سطح تک دونوں فریقوں نے اپنے وکلا کی معرفت پوری دنیا سے اپنا مفید مطلب مواد اکٹھا کر کے پیش کیا تھا اور یہ سلسلہ ایک دو روز نہیں بلکہ مسلسل سات سال تک جاری رہا اور پھر پریوی کونسل میں اگرچہ حضرات مقلدین تشریف نہیں لے گئے اور کونسل کو یکطرفہ فیصلہ کرنا پڑا لیکن اس عدالت نے جانبین کے دلائل کو از سرِ نو پرکھا۔ صورتِ حال کو پوری طرح جانچا اور پھر اپنا فیصلہ اہلِ حدیث کے حق میں دیا تھا۔ تاہم آج کی نشست میں ہم آپ کے سامنے دو ایسی دستاویزات پیش کرتے ہیں جو اپنے دور کے نامور علمائے احناف کے دستخطوں سے مزین ہیں۔ ان میں سے ایک تو معاہدہ ہے جو اہلِ حدیث اور احناف کے درمیان کمشنر دہلی کی عدالت میں طے پایا اور دوسرا ایک فتویٰ ہے

جو صرف علمائے احناف کا ہے جس میں انھوں نے آمین بالجہر کہنے کی سنیت و حجیت پر زور دیا ہے اور احناف کو یہ عمل برداشت کرنے کا مشورہ دیا ہے۔ دونوں دستاویزیں اس حد تک جامع ہیں کہ ہم ان کا مزید تعارف کروانے کی بجائے آپ کے سامنے پیش کیے دیتے ہیں اور برادران احناف سے درخواست کرتے ہیں کہ اہل حدیث پر زبان طعن دراز کرنے کی بجائے اپنے ان علماء کو کوسیں جنھوں نے آج سے ۹۰ سال قبل آج اٹھنے والے فتنوں کا راستہ روک دیا تھا۔ یہ لوگ ہمیں برا بھلا کہنے کی بجائے ان ہلاکی کاروکریں جو انھیں کے علماء نے فتوے میں درج کئے ہیں۔

"نقل معاہدہ علمائے اہل حدیث و فقہ مدخولہ عدالت کمشنری دہلی"

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین اما بعد چونکہ دہلی و دیگر امصار میں اکثر نافہم لوگوں نے مسائل فروعیہ میں تنازعات بے معنی برپا کر کے طرح طرح کے اشتہارات و رسائل مشتہر کیے ہیں۔ بارہا وہ اشتہارات و رسائل ہماری نظر سے گزرے۔ ہر چند بطور خود اس کا انتظام و امتناع چاہا۔ مگر نادان لوگ باز نہ آئے اور خفیف امور پر نوبت بعداوت پہنچائی۔ ہر ایک فریق اپنے مخالف فریق کو گمراہ اور خارج از اہل سنت والجماعت تقریراً و تحریراً کہنے لگا اور باہم فساد و عناد بڑھتا گیا اور یہاں کے فساد سے اور بلاد و قصبات میں بھی نزاع بین المسلمین واقع ہوئی اور نوبت بفوجداری پہنچی۔ حالانکہ یہ اختلاف سلف صالح سے چلا آیا ہے اور صحابہ کرام اور مجتہدین عظام میں فروعی مسائل میں اختلاف رہا ہے۔ لیکن باوجود اختلاف کے ان حضرات میں بغض و فساد نہ تھا۔ ایک دوسرے کو خارج از اہل السنت والجماعت نہ سمجھتا تھا اور آپس میں محبت و اتحاد تھا اور آج کل لوگ انھیں فروعی مسائل کے اختلاف کے سبب سے اتفاقی حرمتوں میں مبتلا ہو رہے ہیں کیونکہ ضد اور کینہ، غیبت اور عداوت اور فساد بالاتفاق حرام ہے اور جن مسائل مختلف فیہ میں اختلاف ہے وہ یہ ہیں۔ نجاست آب، آمین بالجہر فی الصلوٰۃ رفع الیدین فی الصلوٰۃ۔ رفع سبابہ و دیگر مسائل اختلافیہ۔ بعض نے ان کو حرام سمجھا اور بعض نے مثل مؤکدہ۔ غرض کہ جادۂ اعتدال سے گزر گئے۔ ایک فریق دوسرے فریق کے افعال نماز میں طعن و توہین سے پیش نہ آوے اور نماز ایک فریق کی دوسرے کے پیچھے بشرط رعایت عدم مفسدات جائز ہے۔ پس جو شخص کرے اس کو منع نہ کیا جاوے اور اس کے پیچھے بلاشبہ نماز پڑھنی چاہیے اور جو نہ کرے اس پر اعتراض نہ ہو اور فاعل افعال مذکورہ اس کے پیچھے نماز پڑھے اور آپس میں محبت و اتحاد رکھیں اور کوئی کسی کو برا اور بدمذہب نہ جانے۔ مساجد میں کسی فریق کا کوئی فرد فریقین سے

مانع و مزاحم نہ ہو جیسا کہ طریقہ سلف کا تھا اور عمل درآمد متقدمین کا رہا ہے۔ عامل بالحدیث اپنے طور پر عمل کرے اور عامل بالفقہ اپنے طور پر۔ ہر ایک مسجد میں ہر ایک اپنے عمل بجالانے کا مجاز اور مختار ہے۔ پس ہم سب اس بات کو اشتہار دیتے ہیں کہ واعظ اپنے وعظ میں دلائل تکراری و مسائل اجتہادی وغیرہ بیان نہ فرمائیں۔ البتہ وقت تدریس حدیث شریف کے اس کے دلائل اور کتب فقہ کی تدریس کے وقت اس کے دلائل بیان کیے جاویں۔ اور طعن و تشنیع نہ کیا جاوے۔ علیٰ ہذا القیاس۔ ہر موقع تحریر پر سوائے دلائل کتب کوئی بات خلاف تہذیب نہ لکھی جاوے۔ اب جو شخص کوئی اشتہار یا کتاب ایسے مضمون کا شائع کرے جس میں مذاہب ائمہ اربعہ یا محدثین علیہم الرضوان کی توہین شرعی ہو۔ اس کے تدارک کی حکام والا شان سے استدعا کی جائے۔ غرض کہ جو آفات و افساد و اشتہارات در مسائل اور تکرار امامت واقع اسے ہو رہے ہیں ان کا انسداد بخوبی ہونا چاہیے کہ آئندہ ایسے تنازعات پیدا نہ ہوں اور مسلمانوں کے قلب سے کینہ و عداوت بالکل جاتا رہے۔ اور جس شخص کو کسی مسئلہ کا دریافت کرنا منظور ہو اس کو اختیار ہے کہ خلاف وقت وعظ جس مولوی صاحب سے اس کو عقیدت ہو دریافت کرے اور یہ بھی اختیار ہے کہ کسی دوسرے مولوی سے بھی دریافت کرے لیکن منازعت و تکرار نہ کرے۔ فقط

تحریر بتاریخ بست و ششم ذی قعدہ روز جمعہ ۱۲۹۸ھ

مہریں اور دستخط ہے محمد غلام اکبر خاں محمدی السنی۔ مولانا سید محمد ابو المنصور صاحب امام فن مناظرہ ابو محمد زین العابدین۔ محمد حمایت اللہ جلیسری محمدی السنی، ابو الخیرات محمد حبیب اللہ، محمد یعقوب، خادم شرع رسول اللہ قاضی القضاۃ محمد ابراہیم خان۔ مولوی محمد عبدالحق مدرس مدرسہ فتح پوری، سید محمد نذیر حسین، خادم شریعت رسول الثقلین محمد تلطف حسین، ز شرف سید کو نین محمد شریف حسین، حفیظ اللہ، ابو الخیر محمد یونس، محمد عاشق علی، حسن علی، محمد اسحاق، محمد جمیل، محمد یوسف، محمد عبداللہ، ابو محمد، سید لطف حسین۔ محمد علاؤ الدین، منیر الدولہ فیض رقم حافظ محمد امیر الدین، مولوی رحیم بخش، محمد مسعود امام مسجد فتح پوری، محمد عبدالرؤف، محمد زین العابدین احمد، نواب قطب الدین خان، مولوی عبد الرب، محمد عبد القادر، محمد یعقوب ولد مولوی کریم اللہ، محمد عبدالرشید ولد مولوی عبد الحکیم۔ محمد عبد الحلیم لکھنوی، محمد سلیم اللہ بدایونی۔ سید محمد اسماعیل عظیم آبادی بہاری، قادر بخش۔ محمد عبد الحمید سید محمد امام جامع مسجد دہلی، عبد الجبار، محمد شاہ۔

دستخط جی۔ جی ینگ کمشنر دہلی ۱۶ر جنوری ۱۸۸۲ء

در مطبع مجتبائی دہلی طبع گردید ۱۲۹۹ھ

(ماخوذ از اقامۃ البرہان علی بطلان التبیان" مولانا عبدالاحد خانپوری ۔ مطبوعہ شریف پریس راولپنڈی شوال ۱۳۳۷ھ ۔ صفحات ۲۵۶ تا ۳۵۹)

قارئین کرام! یہ تو ہے جانبین کے علماء کا متفقہ فیصلہ اور عدالتی معاہدہ جس میں نواب مولانا محمد قطب الدین دہلوی جیسے جید عالم احناف کے دستخط بھی موجود ہیں۔ اب ہم آپ کے سامنے علمائے احناف کا ایک فتوی دربارۂ آمین بالجہر پیش کر کے بتاتے ہیں کہ آج کے بریلوی حضرات تاریخ سے کس قدر ناواقف ہیں کہ جن مسائل پر ان کے اکابر کی رائے یہ ہو اس پر خواہ مخواہ شور مچاتے رہنا ان کی ارواح کو اذیت دینا ہے سنیے:۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سوال:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس بارہ میں کہ ہم حنفی المذہب کے ہمراہ شامل صف نماز ہو کر کسی شخص کا پکار کے آمین کہنا ہمارے لیے موجب فساد نماز ہے یا نہیں؟ اگر اس کا آمین کہنا ہمارے واسطے موجب فساد نماز یا باعث کراہت ہے تو یہ حنفی مذہب کی کون سی معتبر کتاب میں لکھا ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب:۔ آمین جہر سے کہنا غیر مذہب کا مذہب حنفی والے کو مفسد نماز نہیں ہے اور نہ موجب کراہت۔ کیونکہ فعل ایک مصلی کا دوسرے مصلی کی طرف مفضی نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

حررہ واجابہٗ خاکسار محمد مسعود نقشبندی دہلوی ۲۸ رجمادی الاول ۱۲۹۴ھ بلکہ اگر آمین کے جہر کرنے سے امام قرأت بھول جائے تو کراہت اس کی مجاہر پر نہ ہوگی صحیح الجواب بلا ارتیاب حررہ محمد عبدالحق ۔ الجواب الصحیح کتبہ محمد یعقوب دہلوی، صحیح الجواب محمد یوسف ۔ الجواب صحیح سید حسن شاہ ۔ الجواب صحیح غفرلہ ابو ہاشم بنام محمد ۔ محمد کرامت اللہ ۔ امام فن مناظرہ سید ناصر الدین محمد ابو المنصور محمد عبدالحق ۔ محمد عبدالقادر ۔ محمد اسماعیل غفرلہ الجلیل الدلیل ۔ اکبر علی خان خاں ولد محمد رحیم علی خاں بلاشبہ جواب ثانی صحیح ہے محمد عبدالرب ۔ محمد یعقوب ۔ اسد احمد ۔ لاریب فی ہذا الجواب محمد فضل احمد من اجاب فقد اصاب محمد عبداللطیف میرٹھ ۔ الجواب صحیح محمد نور اللہ ۔ الجواب صحیح بندہ عزیز الرحمن مفتی مدرسہ دیوبند ۔ الجواب صحیح نظام الدین ۔ الجواب صحیح رشید احمد گنگوہی ۔ ہذا الجواب ریب المرتاب محمد حسین ۔ الجواب صحیح محمد عفی عنہ دیوبندی ۔ ابو یحییٰ محمد ۔ والجواب مذکور صحیح اذ کان المقصود اتباع السنۃ محمد اسماعیل انصاری مدرس مدرسہ حسین بخش ۔ میرے نزدیک تو اگر خود حنفی بھی آمین بالجہر

کہے تو اس کی نماز فاسد نہیں ہوتی نہ کہ دوسرا شخص کہے اور حنفی کی نماز فاسد ہو جائے۔ حق یہ ہے کہ جہر و اخفا دونوں فعل مسنون ہیں۔ ائمہ حنفیہ کو جواز جہر میں خلاف نہیں ہے صرف اولویت میں اختلاف ہے۔ چنانچہ حنفیہ اخفاء کو اولیٰ سمجھتے ہیں اور ائمہ جہر کو۔ پس سائل کو اپنی نماز کے فساد کا کیا معنی۔ کراہت کا بھی شبہ نہ کرنا چاہیے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ حررہ محمد اسماعیل ساکن کول۔ الجواب الصحیح خلیل احمد انبیٹھوی۔ محمود حسن۔ جواب المجیب حق والحق احق ان یتبع عبداللہ انصاری۔ جملہ جوابات مجیبین کے صحیح ہیں لیکن مولوی محمد اسماعیل صاحب انصاری مدرس مدرسہ حسین بخش مرحوم کا تحریر فرمانا خلاف شان علماء کے ہے۔ کیونکہ جب ایک امر حدیث سے سنت ثابت ہو چکا پھر اس کے عامل پر الزام نقض نیت کس طرح ہو سکتا ہے۔ نماز میں کسی قسم کی خرابی جب واقع ہوتی ہے کہ خلاف امر مشروع نماز میں کیا جاوے اور آمین بالجہر کے تو علماء حنفیہ بھی قائل ہیں۔ چنانچہ شیخ عبدالحق دہلوی لکھتے ہیں والظاہر الحمل علی کلا العملین۔ یعنی جہر و سر دونوں جائز ہیں اور مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی لکھتے ہیں والانصاف ان الجہر قوی من حیث الدلیل۔ یعنی جہر قوی ہے باعتبار دلیل کے۔ اور ابن ہمام نے لکھا ہے لوکان الی فی ھذا شیئ لوفقت بینھما ان یراد بروایۃ الخفض عدم القرع العنیف، وبروایۃ الجہر بعض زیر القشوۃ ذیلھا۔ یعنی اس بارہ میں اگر مجھ سے پوچھا جائے تو میں دونوں قسم کی روایتوں میں مطابقت دے سکتا ہوں کہ آہستہ کی روایت سے یہ مراد ہے کہ بہت زور کی آواز نہ ہو اور جہر کی روایت سے یہ مراد ہے کہ گونجتی ہوئی آواز ہو۔ یعنی بہر دو صورت آواز سے ہی کہنا رہا۔ اور نیز دیگر علماء بھی قائل ہیں مانند ان کے۔ بحر العلوم لکھنوی حنفی اپنی کتاب ارکان اربعہ مطبوعہ علوی کے ۸۳ میں فرماتے ہیں کہ در باب آہستہ گفتن آمین صحیح وارد نہ شد مگر حدیث ضعیف یعنی آمین آہستہ کے واسطے کوئی حدیث قوی نہیں وارد ہے مگر ایک حدیث ضعیف۔ اور مولانا سلامت اللہ صاحب حنفی بھی قائل ہیں جیسا کہ اپنی کتاب شرح المؤطا میں لکھا ہے بروایت حضرت ابوہریرہ کے۔ حررہ عبدالصمد حنفی متوطن گوبھا ولی ضلع بلند شہر بورخہ ۱۲ شعبان ۱۳۱۳ھ۔ ہو المصیب کسی دوسرے کا زور سے آمین کہنا احناف کے واسطے نہ موجب فساد نماز ہے نہ کراہت۔ احناف اور غیر احناف میں جو کچھ اختلاف اس بارے میں ہے وہ محض اولویت و عدم اولویت کا ہے۔ اس سے فساد نماز کسی کا مذہب نہیں۔ زمانۂ صحابہ سے لے کر آج تک یہ تعامل چلا آیا ہے کہ دونوں فریق ایک جگہ نماز پڑھتے رہے۔ البتہ سب و شتم اور لعن طعن باہم نہ ہونا چاہیے۔ واللہ اعلم کتبہ عبداللطیف از دفتر ندوۃ العلماء کانپور ۲۶ جمادی الثانی ۱۳۱۴ھ مع مہر دفتر۔ الجواب صواب عبدالمومن دیوبندی۔ احمد علی مدرس مدرسہ اسلامیہ میرٹھ۔ محمد ریاض الدین احمد مدرس مدرسہ عالیہ میرٹھ۔ عبداللہ خاں مدرسہ اسلامیہ میرٹھ۔ آمین بالجہر کہنے سے آمین بالاخفاء کہنے والوں کی نماز میں کسی طرح کا فساد نہیں ہے۔ حررہ محمد رمضان جامع مسجد آگرہ۔ (ماخوذ از اقامۃ البرہان صفحہ ۲۵۹ تا ۲۶۲ مصنفہ مولانا عبدالاحد خانپوری)